عمر بن عبدالعزیز کو یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ سب سے پہلے انھوں نے ہی مسجدِ نبویؐ میں محراب بنوائے[53] ۹۳ھ – ۹۲ھ میں مدینہ کے گورنر قرہ بن شریک نے اس مسجد کو مزید کشادہ کیا اور چار نئے دروازے بنوائے۔ چار مشرقی رخ، چار مغربی رخ اور تین شمالی رخ – نیز محراب کا رخ بھی قدرے تبدیل کیا۔

جامع ولید

جامع ولید فنِ تعمیر کا دوسرا بڑا شاہکار ہے۔ ولید نے اس مسجد کی تعمیر پر خصوصی توجہ دی۔ اس کی تعمیر کے لیے روم، فارس اور ہندوستان سے کاریگر بلوائے۔ مسجد اس قدر کشادہ اور وسیع تھی کہ اس میں بیس ہزار سے زائد نمازی ایک وقت نماز ادا کر سکتے تھے۔ اس مسجد کی تعمیر نو سال میں مکمل ہوئی۔ مشہور مورخ ابن کثیر کے مطابق ۱۱ کروڑ ۲۰ لاکھ دینار اس پر صرف آئے[54] دیگر مورخین کے خیال میں ملک شام کا سات برس کا خراج اس کی تعمیر پر صرف ہوا۔ یہ مسجد جس جگہ تعمیر ہوئی اسے کنیسہ یوحنا کہتے تھے۔ فتح دمشق سے پہلے تین سو سال تک یہ عیسائیوں کی عظیم عبادت گاہ کے طور پر مقدس سمجھی جاتی رہی[56] کنیسہ یوحنا کی تعمیر سے پہلے یہاں یونانیوں کا ایک مندر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یونانیوں نے اس مندر کی بنیاد رکھنے کے لیے اٹھارہ سال مبارک ستارہ کا انتظار کیا۔ جب یہ ستارہ طلوع ہوا اس وقت اس کی تعمیر شروع کی گئی۔

ابن کثیر لکھتا ہے کہ "پجاریوں نے دعائیں مانگی تھیں کہ یہ مندر قیامت تک عبادت کے شرف سے محروم نہ رہے[58]" غالباً یہ ان کی دعاؤں کا اثر ہے کہ یہ مندر آج تک دعاؤں سے محروم نہیں رہا۔ اگرچہ اس کی شکل بدلتی رہی۔ پہلے یہ مندر تھا پھر کنیسہ یوحنا بنا اور عہدِ ولید میں یہ خدا کے گھر میں تبدیل ہوا۔

بلاذری لکھتا ہے کہ کنیسہ یوحنا کی جگہ مسجد تعمیر کرنے کی خواہش کا اظہار امیر معاویہ نے کیا تھا لیکن وہ اپنی زندگی میں اس خواہش کو پورا نہ کر سکا۔ چنانچہ یہ کام ولید کے ہاتھوں انجام پذیر ہوا[59]

---

[53] معجم البلدان، یاقوت، جزء رابع، ص ۴۶۶

[54] ابن کثیر، جزء تاسع، ص ۱۴۴

[55] ابن کثیر، جزء اول، ص ۱۹۹

[58] ابن کثیر، جزء تاسع، ص ۱۴۲، ۱۴۴ – ابن عساکر، جزء اول، ص ۲۱۴

[59] بلاذری، جزء اول، ص ۱۲۹

ابنِ عساکر کے خیال میں ولید نے شاہِ روم کو ایک خط کے ذریعے پیغام بھیجا کہ اگر اس نے اعلیٰ درجہ کے دو سو معمار جامع ولید کی تعمیر کے لیے نہ بھجوائے تو اس کے ملک پر چڑھائی کر دی جائے گی۔ چنانچہ شاہِ روم نے ولید کے حکم کی تعمیل کر دی۔[۱۰]

ابن کثیر لکھتا ہے کہ کنیسہ یوحنا کے اندر کی تمام عمارات کو منہدم کر دیا گیا۔ زمین بالکل ہموار ہو گئی۔ اور عیسائیوں کی تعمیر کا نام و نشان باقی نہ رہا۔[۱۱]

مسلمان سیاح ابن جبیر جو اندلس سے اس مسجد کو دیکھنے کی غرض سے دمشق آیا تھا، لکھتا ہے:

"اس مسجد کی لمبائی مشرقی دروازہ سے لے کر مغربی دروازہ تک دو سو خطوط ہے اور چوڑائی دو سو پینتیس خطوط ہے۔ مسجد میں تین مستطیل بلاط مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر بلاط کی چوڑائی اٹھارہ خطوط ہے۔ مسجد کے کل ستونوں کی تعداد اڑسٹھ ہے۔ ان میں سے چون ساریہ ہیں جبکہ آٹھ ارجل اور دو مرمریں۔ صحن کو تین بلاط مشرقی، غربی اور شمالی گھیرے ہوئے ہیں۔ ہر بلاط کی چوڑائی دس خطوط ہے۔ اس کے قوائم سینتالیس ہیں۔ جن میں چودہ ارجل اور باقی سواری ہیں۔"[۱۲]

جامع ولید میں تین مینار، ایک مغربی، دوسرا شمالی تیسرا مشرقی سمت میں ہیں۔ اس کے علاوہ مسجد کے صحن میں تین قبے تعمیر ہیں، ایک مغربی جانب، دوسرا صحن میں اور تیسرا مغرب کی طرف ہے۔ مغربی طرف کا قبہ سب سے بڑا ہے اور اسے بطور بیت المال استعمال کیا جاتا تھا۔ مسجد کا تمام روپیہ اس جگہ اکٹھا کیا جاتا تھا۔ مسجد کے چار بڑے دروازے ہیں جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ باب زیادہ

۲۔ باب جیرون یا باب شرقی

---

[۱۰] ابنِ عساکر: جزو اوّل، ص ۲۰۳، مطبوعہ دمشق۔

[۱۱] ابن کثیر: جزو تاسع، ص ۱۴۶

[۱۲] ابن جبیر، مطبوعہ لندن، ص ۲۶۵، ۲۶۶

۳- باب برید یا باب غربی

۴- باب ناطفین یا باب شمالی [۱۳]

جامع ولید کی تعمیر پر کم وبیش بارہ کروڑ دینار لاگت آئی تھی۔ ابنِ عساکر کے مطابق اس کی تعمیر پہ چار سو صندوق سونے کے خرچ ہوئے۔ اور ہر صندوق میں چودہ ہزار دینار تھے۔ اس طرح کل اخراجات پانچ لاکھ ساٹھ ہزار دینار بنتے ہیں [۱۴]

ابنِ جبیر نے گیارہ کروڑ درہم کا تخمینہ لگایا گیا ہے [۱۵] جبکہ ابن شاکر [۱۶] اور اسماوی نے پانچ کروڑ چھ لاکھ اشرفیاں بتایا ہے [۱۷]

یاقوت نے صرف ایک جملے پر اکتفا کیا ہے کہ "لوگ صرف کثیر سے قحط میں مبتلا ہو گئے" [۱۸] مگر یہ بات درست نہیں۔

ولید نے تمام روپیہ اپنی ذاتی جیب سے خرچ کیا اور بیت المال سے ایک کوڑی نہ لی [۱۹]

ولید بن عبدالملک کے دورِ حکومت کے قصروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قصرہ عمرہ

یہ اپنی شکل وشباہت، حسن وزیبائش، نقش ونگار اور خوب صورتی کی وجہ سے آج بھی ولید کی

---

۱۳ ابنِ جبیر، مطبوعہ لندن، ص ۲۶۸ - ۲۷۰

۱۴ ابنِ عساکر، جزاول، ص ۲۰۶

۱۵ ابنِ جبیر، ص ۲۶۲ - ۲۶۳، مطبوعہ لندن

۱۶ ابنِ شاکر، جزدوم، ص ۲۶۹

۱۷ سالک العباد، جزاول، ص ۱۸۸

۱۸ یاقوت، معجم البلدان، جزدوم، ص ۲۶۱ -

۱۹ ابن عساکر، جزاول، ص ۲۰۶، مطبوعہ دمشق

یادگار کیے ہوئے ہے۔ یہ قصر موجودہ شرق اردن کے دارالخلافہ عمان سے کوئی پچاس میل وادی بیطم میں واقع ہے۔

پروفیسر الوس موسیل نے اسے خود دیکھا اور اموی تعمیر کو بے حد سراہا۔ وہ لکھتا ہے کہ یہ قصر دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ میں سامنے کی طرف بڑا سا برآمدہ ہے اور اس سے متصل ایک بڑا کمرہ ہے جو غالباً بادشاہ کی نشست گاہ ہوگی۔ اس سے ملحق دو چھوٹے چھوٹے کمرے اور برآمدہ کی دوسری طرف تین چھوٹے چھوٹے کمرے ہیں۔ ان کو ممکن ہے بطور حمام استعمال کیا جاتا ہو۔ ان میں سے ایک کمرے کی چھت اسطوانی شکل کی ہے۔ سجاوٹ کے لیے نیلے گہرے خاکی، گہرے زرد اور نیلگوں سبز رنگ استعمال کیے گئے ہیں[20]

ایک مشہور مورخ ہرزفلد نے بھی اسے بنفس نفیس دیکھا۔ وہ اس قصر کو رومی دور سے تعبیر کرتا ہے۔ اور اموی دور میں شمار نہیں کرتا۔ وہ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں دلائل پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ قصر عمرہ کی دیواروں پر بیل بوٹے جنگل اور سمندری جانوروں کی تصاویر، عورتوں کے عریاں جسم کی تصاویر اس امر کی غماز ہیں کہ یہ رومی دور کی تعمیر ہے اور رومی کاریگروں نے اسے تعمیر کیا ہے۔ وہ اسے اسلامی ذہن کی پیداوار تسلیم کرنے کو ہرگز تیار نہیں[21]

کنوردیل ہرزفلد کی رائے سے اتفاق نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ اموی خلفاء اس کے معمار نہ تھے۔ معمار رومی اور شامی تھے، ان کا ذہنی تعلق امویوں سے نہیں رومیوں اور شامیوں سے تھا۔

محققین کے لیے سب سے زیادہ حیران کن بات خلیفہ کے تخت پر شاہی جلوس کا ایک منظر ہے۔ خلیفہ تخت پر بیٹھا ہے اور چتر شاہی اس پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ یہ چتر شاہی دو نازک ستونوں پر کھڑا ہے۔ اس کے پیچھے دو دربان ہیں۔ خلیفہ کے تخت کے سامنے چھ بادشاہوں کی تصاویر ہیں۔

---

[20] کرزویل، ص ۲۵۴

[21] خطط الشام کرد علی، جزء پنجم، ص ۲۸۰ - ۲۸۱ - قصور الامویہ فی شرق اردن، مجلہ الکتاب، ص ۲۸۲۔

یہ سب بادشاہ کے حضور سرنگوں ہیں۔ایک تصویر پر راڈرک دوسرے پر قیصر، تیسرے پر کسریٰ چوتھے پر نجاشی شاہ کندہ ہے۔ باقی ماندہ دو تصاویر کے حروف مٹ چکے ہیں اور ٹھیک سے پڑھے نہیں جاتے کہ یہ کن بادشاہوں کی تصاویر ہو سکتی ہیں۔

اگر ہرزفلد کی اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ یہ محل ولید کے دورِ حکومت کی تعمیر نہیں تو پھر قیصر و کسریٰ، راڈرک، نجاشی شاہ یا باقی دو بادشاہوں میں سے کوئی ایک تخت پر جلوہ افروز ضرور ہوتا اور دوسرے بادشاہ اس کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوتے لیکن ایسا نہیں ہے۔تاریخ کا ہر طالب علم اس حقیقت کو جانتا ہے کہ ولید بن عبدالملک ایک عظیم فاتح تھا اور قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں اس کے زیرِ نگیں تھیں۔علاوہ ازیں پورے افریقہ کو ولید نے فتح کر لیا تھا اور اپنی سلطنت کی حد چین تک پھیلا دی تھیں۔اگر تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ تخت پر سوائے ولید بن عبدالملک کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔اسی طرح سے ہرزفلد کا یہ دعویٰ کہ قصر عمرہ ولید کی تعمیر نہیں غلط ثابت ہو جاتا ہے۔قصر عمرہ کی تعمیر ولید کے ہاتھوں ہوئی۔[۲۲]

قصر خربہ خال منیبہ

یہ قصر مربع شکل کا ہے۔اس کے نو برج ہیں۔ہر دیوار کی لمبائی ۳۷ میٹر ہے۔اندر جانے کے لیے صرف ایک راستہ ہے۔دروازہ کے اندر داخل ہوتے ہی ایک بڑا (ہال) کمرہ ہے۔کئی دوسرے کمرے بھی ہیں۔اس قصر میں مسجد کے آثار بھی ملتے ہیں۔[۲۳]

یہ محل بحیرہ طبریہ کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ڈاکٹر ماورر نے اس کی کھدائی میں گہری دلچسپی

۲۲ـہ خطط الشام کرد علی جزء پنجم، ص ۲۸۰، ۲۸۱ ـ قصور الامویہ فی شرق اردن مجلہ الکتاب، کنادیل، ص ۲۸۲

۲۳ـہ تہذیب و تمدن اسلامی، حصہ دوم، ص ۲۲۰

ل۔ کھدائی کا کام ۳۳ تا ۹۳۶ تک جاری رہا۔ اس کی تعمیر، نقش و نگار اور فن کاری کاری گری وہاں
دمشق کی تعمیرات سے ملتی ہے۔ اس بنا پر اس کو ولید کے عہد کی تعمیر کہا جا سکتا ہے۔ اس کی وجہ
وہ کتبات اور دینار ہیں جن پر ۸۹ھ درج ہے یہ ولید بن عبدالملک کا دورِ حکومت تھا۔

قصر خزانہ

یہ قصر مربع شکل کا ہے۔ عمان کے جنوب مشرق میں بلقان کے صحرا میں واقع ہے اس کی ہر دیوار ۳۶ میٹر لمبی ہے۔ دیواروں پر برج بنے ہوئے ہیں۔ دو برج دروازہ کے کونوں پر، دو برج دیواروں کے کناروں پر اور ایک ایک برج دیواروں پر بنائے گئے ہیں۔ قصر کے دروازے کے گرد دو بڑے کمرے بڑے ہیں جو غالباً سپاہیوں کے لیے مخصوص ہوں گے۔ اسی دروازہ کے اندر ایک اور دروازہ معلوم ہوتا ہے، جس کے آثار کھدائی پر معلوم نہ ہو سکے[۲۴]

وثوق سے یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ قصر کس کے عہد میں تعمیر ہوا۔ لیکن اوپر کے ایک کمرے کی پیشانی پر اس کی تعمیر ۹۳ ہجری لکھی ہے[۲۵] یہ ولید بن عبدالملک کا دور تھا۔

حمام الفرح

اس کا انکشاف ۱۹۰۵ میں بٹلر نے کیا، وہ لکھتا ہے کہ یہ قصر حلابات سے جنوب مشرقی جانب تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کی نقاشی اور کاری گری قصر عمرہ سے ملتی جلتی ہے۔

کرازویل اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگرچہ حمام الفرح اور قصر عمرہ کی تعمیرات آپس میں مشابہت رکھتی ہیں مگر حمام الفرح کا زمانہ تعمیر بعد کا ہے۔ ہمیں اس کی رائے سے اتفاق

۲۴ھ فلسطین کے آثارِ قدیمہ کا سہ ماہی رسالہ، جزء پنجم، جزء ششم، جزء نہم، ص ۲۱۵، ص ۱۵۶، ۹-۲۔ تہذیب و تمدنِ اسلامی، حصہ دوم، ص ۲۲۱، ۲۲۲، مؤلفہ رشید اختر ندوی۔

۲۵ھ پروفیسر الوس موسیل، موسیل کا سفرنامہ، نمبر اوّل۔ کرازویل نمبر اوّل (قصر خزانہ)

نہیں۔ جب دونوں کی تعمیرات اور ان کی زیبائش اور بناوٹ میں فرق نہیں تو یہ کیسے مان لیا جائے کہ قصرِ عمرہ اور حمام الفرح بنانے والی دو مختلف شخصیتیں ہو سکتی ہیں۔[۵۲۶]

رشید اختر ندوی اپنی کتاب تہذیب و تمدنِ اسلامی میں لکھتے ہیں کہ ہمارے خیال میں حمام الفرح کی دیواروں کی موٹائی اور سادگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ ولید بن عبدالملک نے اس کی تعمیر اس وقت کروائی جب اسے سیاسی عروج حاصل نہ تھا، جو اُسے قصرِ عمرہ کی تعمیر کے وقت حاصل تھا۔

قصرِ طوبیٰ

یہ عمارت مستطیل ہے۔ اس کے اندر داخل ہونے کے لیے دو دروازے ہیں۔ ان دروازوں سے ملحقہ مربع شکل کے کئی کمرے ہیں۔ قصر کے درمیان دو بڑے کمرے، ان کمروں کے ساتھ کئی چھوٹے چھوٹے کمرے اور برآمدے ہیں۔ اس کی دیواروں میں سے ہر ایک کی لمبائی ۱۴۰ میٹر اور چوڑائی ۷۲ میٹر ہے۔ ہر چھوٹی دیوار میں چار برج اور پچھلی بڑی دیوار میں پانچ برج ہیں۔[۵۲۷]

یہ قصر عمان کے قریب بلقان کے صحرا میں جنوب مشرق کی جانب واقع ہے۔ تمام محققین اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہ قصر ولید بن عبدالملک نے تعمیر کروایا تھا۔ اور کچھ عرصہ یہاں قیام بھی کیا۔ نیز اس کی بناوٹ اور شکل و شباہت ولید کی تعمیر کردہ دوسری عمارات سے مختلف نہیں۔[۵۲۷]

---

۵۲۶ کرازویل جزاوّل حمام الفرح، تہذیب و تمدن اسلامی، حصّہ دوم، ص ۲۰۸، ۲۰۹۔ مؤلفہ رشید اختر ندوی۔

۵۲۷ کرازویل جزاوّل (قصرِ طوبیٰ)، تہذیب و تمدن اسلامی حصّہ دوم، ص ۲۲۴ - ۲۲۵۔

ڈاکٹر محمد ریاض

'جاوید نامہ' کے اصلی کردار

'جاوید نامہ' کا علامہ اقبالؒ کی جملہ تصانیف میں ایک ممتاز مقام ہے۔ کتاب فارسی مثنوی میں ہے جو پہلی بار ۱۹۳۲ میں طبع ہوئی مگر اس میں غزلیات اور ترجیع و ترکیب بندھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہ ایک ادبی ڈرامہ ہے جس میں کوئی تین درجن گزشتہ مشاہیر کی ارواح مختلف کرات (افلاک) پر محو گفتگو نظر آتی ہے۔ مختلف مذاہب و ادیان کے یہ مشاہیر مسائلِ جہاں کا حل بتاتے ہیں۔ یہ عالمی شاہکار فارسی ادب میں ہنوز اپنے اسلوب کے اعتبار سے منفرد اور بے مثال و کم نظیر ہے۔ اس میں کوئی دو ہزار اشعار ہیں۔ ان میں تقریباً ڈیڑھ سو ابیات "خطاب بہ جاوید، سخنے با نژاد نو" کے عنوان سے ایک ضمیمے کے طور پر ہیں، جن میں شاعرِ مشرق نے نوجوانوں سے دل پذیر سخنانِ حکمت کہے ہیں۔ کتاب میں جگہ جگہ اقبال کی تین فارسی تالیفات اسرارِ خودی، پیامِ مشرق اور زبورِ عجم کے بعض اشعار دوبارہ نقل ملتے ہیں۔ اسی طرح ناصر خسرو علوی، مولانا جلال الدین رومی، محمد طاہر غنی کشمیری، قرۃ العین طاہرہ اور میرزا غالب کے چند اشعار کو اقبال نے بعض مواقع و مضامین کی مناسبت سے تضمین بھی کیا ہے۔ 'جاوید نامہ' میں اقبال کے تقریباً سب افکار کی تلخیص موجود ہے۔ یہاں اس کتاب کے اسلوب یا مضامین پر بحث کرنا مقصود نہیں۔ یہ کام راقم الحروف، اور اس سے بہتر متعدد دیگر اقبال شناس جداگانہ طور پر انجام دے چکے ہیں۔ اس کتاب کے اطالوی، جرمن، فرانسیسی، پشتو، سندھی، انگریزی اور اردو زبانوں میں تراجم بھی موجود ہیں مگر اس کے مختلف پہلوؤں پر ہنوز لکھنے کی ضرورت باقی ہے۔

ہم اقبالیات کے دلدادہ نو آموزوں اور تازہ واردوں کی خاطر 'جاوید نامہ' کے اصل کرداروں کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں کیونکہ ان کے متعارف کرنے میں مترجمین جاوید نامہ نے کئی لغزشیں کی ہیں۔ [1]

---

[1] مثلاً پروفیسر آرتھر جان آربری کے انگریزی ترجمے میں سعید حلیم پاشا اور شہاب الدین پر نوٹ ملاحظہ ہوں۔

جاوید نامہ میں کئی کردار، شاعر کے ساختہ و پرداختہ ہیں ؎۱ کئی اشخاص اور اماکن کے نام یوں ہی مذکور ہیں ان سے یہاں بحث نہیں کی گئی ہے۔

اصلی کرداروں کا یہ مختصر تعارف باعتبار حروفِ تہجی ہے۔

۱۔ ابدالی : احمد شاہ درانی (متوفی ۱۷۷۲ء) - بابا ابدالی، کشور افغانستان کے بانی ہیں۔ وہ نادر شاہ افشار کی فوج کے ایک افسر تھے، مگر اس بادشاہ کی وفات کے بعد انھوں نے ایک علیحدہ ملک کی بنیاد رکھی۔ احمد شاہ ابدالی نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) کی دعوت پر برصغیر پر ایک بڑا حملہ کیا۔ (پانی پت کی تیسری جنگ) اور مرہٹوں کی دشمنِ اسلام قوت کے زور کو توڑا تھا۔

۲۔ ابلیس : (شیاطین کا پدر اور جدّ)، اقبال نے اسے خواجۂ اہلِ فراق، اور موحّد کہا ہے۔ ان کی کئی کتابوں اور تحریروں میں ابلیس یا شیطان کے بارے میں اظہار نظر کیا گیا ہے۔ ابلیس، جنات میں سے ہے

۳۔ اسقروطی : (ISCHARIAT) - اس کی طرف فلک قمر (طاسین مسیح) میں اشارہ موجود ہے۔ سیماب میں ڈوبا ہوا اور پگھلی ہوئی چاندی کی یخ بستہ ندی میں استخوان شکستہ فریادی نوجوان وہی ہے۔ وہ حضرت مسیحؑ کا ایک حواری تھا مگر جب آپ یہودیوں سے بچ کر ایک دور مقام کی طرف ہجرت کرنے لگے، تو اس بے وفا یہودی نے جاسوسی کر کے انھیں گرفتار کروا دیا تھا۔ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق یہودی حاکم نے جناب روح اللہ کو مصلوب کر دیا تھا۔

۴۔ افرنگین : (فرضی نام ہے) - اس پری پیکر، افرنگ پروردہ اور بدکردار عورت کے کنایے میں شاعر نے تہذیبِ افرنگی کی خرابیوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اقبال کے نزدیک، فاسد یورپی اقوام کا روح القدس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۵۔ انطاطوس : رومی یہودی حاکم جس نے حضرت مسیحؑ کو (مسیحیوں کے عقیدے کے مطابق) مصلوب

؎۱ جیسے مرودوخ، غسر، زم خن، عسر اور غسر نام کے فرضی بت۔